سوال

(87) عورتوں کو اس زمانہ میں نماز عیدین کے لیے عید گاہ میں جانا درست ہے یا نہیں ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندر اس مسئلہ کے کہ عورتوں کو اس زمانہ میں نماز عیدین کے لیے عید گاہ میں جانا درست ہے یا نہیں ؟ اگر درست ہے ، تو اس اثر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کیا جواب ہے عن عائشۃ قالت لو ادرک رسول اللہ ﷺ ما احدث النساء لمنعھن المساجد رواہ البخاری یعنی فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ اگر پاتے رسول اللہ ﷺ جو احداث کیا ہے عورتوں نے ، تو بے شک منع فرماتے ان کو مسجدوں سے الخ روایت کیا اس کو بخاری نے ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

عورتوں کا بروز عیدین عید گاہ میں جانا حدیث صریح صحیح مرفوع سے بلا نکیر ثابت ہے ۔ آنحضرت ﷺ کو اس میں اہتمام بلیغ تھا ، یہاں تک کہ حائضہ اور بن کپڑے والی کو بھی عید گاہ میں حاضر ہونے کا حکم فرماتے ، بخاری و مسلم میں ہے : عن ام عطیة قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشھدن جماعة المسلمین ودعوتھم وتعتزل الحیض عن مصلاھن قالت امرأة یا رسول اللہ احدنا لیس لھا جلباب قال لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا ۔ یعنی ام عطیہ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ حکم کیے گئے ہم لوگ کہ نکالیں حیض والیوں کو عیدین میں اور پردہ دار کو ، پس حاضر ہوں مسلمانوں کی جماعت میں اور ان کی دعا میں اور علیحدہ بیٹھیں حیض والیاں اپنی نمازیوں کی صف سے کہا ایک عورت نے کہ یا رسول اللہ اگر نہ ہو کسی عورت کے پاس چادر ، فرمایا تب چاہیے کہ اوڑھائے اس کو ساتھ والی اس کی اپنی چادر سے ۔ اور ایک روایت میں ہے صحیحین کے کہ جائیں حیض والیاں عید گاہ میں ، پھر رہیں پیچھے لوگوں کے ، اللہ اکبر کہیں ساتھ ان کے ، نووی شارح مسلم نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ و ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے نزدیک ضرور تھا نکلنا عورتوں کا عیدین اور تحت میں قولہ ﷺ لتلبسھا کے نووی لکھتے ہیں کہ وفیہ حث علی حضور العید لکل احد وعلی المواساة والتعاون علی البر والتقوی ۔ یعنی حضرت کے اس فرمانے میں کہ بے کپڑے والی کو اس کے ساتھ والی کپڑا اڑھا کے لے جائے شوق دلانا ہے عیدین میں حاضر ہونے کے لیے ہر ہر شخص کو اور اوپر احسان اور مدد کرنے کے نکوئی و پرہیزگاری پر اور یہاں شیخ عبد الحق دہلوی شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں ۔ *واگر عاجزہ از قادرہ استعارہ نماید وسوال کند نیز جائز است ، کہ وسیلہ امر خیر است* ، اور شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں : ولذلک استحب خروج الجمیع حتی الصبیان والنساء وذوات الخدور الحیض یعنی اسی اظہار شوکت اسلام کے لیے مستحب ہے جانا ہر ہر شخصوں کا عید گاہ میں حتی کہ لڑکے اور عورتیں اور پردہ دار اور حیض والیاں اور بخاری میں ہے : قلت لعطاء اتری حقا علی الامام الاٰن ان یاتی النساء فیذکرھن حین یفرغ قال ان ذلک لحق علیھم وما لھم ان لا یفعلوا ، یعنی کہا جریج نے عطاء تابعی سے کہ کیا گمان کرتے ہیں آپ ضرورت امام پر اس زمانہ میں اس بات کی کہ آوے امام پاس عورتوں کے ، پھر وعظ کہے نماز سے فارغ ہو کر کہا عطاء نے یہ البتہ بے شک ضرور ہے اماموں پر اور کیا ہے واسطے ان کے یہ کہ نہ کریں ۔

ا : اگر کوئی غریب عورت امیر عورت سے چادر مانگ لے تو یہ بھی جائز ہے کیوں کہ نیک کام کا وسیلہ ہے ۔

اور جواب اثر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اولاً یہ ہے کہ غرض ان کی امتناع احداث عورتوں کا ہے، جو کچھ بعد آنحضرت ﷺ کے پیدا کر رکھا تھا۔ من الزینۃ والطیب وحسن الثیاب ونحوھا کذا فی العینی نہ نفس حضوری مسجد، چنانچہ لفظ ما احدث النساء کا دلیل روشن ہے اس معنی پر اور وہ بے شک ممنوع و موجب فساد ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ اذا شھدت احداکن المسجد فلا تمس طیبا رواہ مسلم، یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب آوے کوئی عورت مسجد میں پس خوشبو نہ لگاوے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور ابوداؤد میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں قبول ہوتی نماز اس عورت کی جو خوشبو لگائے مسجد کے لیے یہاں تک کہ غسل کرے غسل کرنا پاکی کا۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: قال رسول اللہ ﷺ اذا استاذنکم نساؤکم باللیل الی المسجد فاذنوا لھن یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب کہ اجازت مانگیں تم سے عورتیں تمہاری مسجد کی رات کو پس اجازت دو ان کو، اس حدیث میں اجازت کو رات کے ساتھ مقید فرمایا: غرض جو امر باعثِ فساد ہے اس کی اصلاح شارع سے خود ثابت ہے، اس کی اصلاح بقدر نقصان کرنا چاہیے نہ کہ معدوم کر دینا اصل امر شرعی کا یہ اصلاح نہیں ہے۔ بلکہ افساد ہے حج کے لیے عورتیں جب سے گھر چھوڑ کر نکلتی ہیں۔ تو ابتدائے روانگی سے کیا کیا حالتیں ریل وجہاز و اونٹ پر ان کی بے پردگی کی پیش آتی ہیں پھر مکہ معظمہ میں وقت طواف و سعی وغیرہ کے کس مرتبہ کا اختلاط مردوں سے رہتا ہے کہ مارے دھکوں کے گر گر جاتی ہیں نعوذ باللہ من ذلک، اور یہ صریح حرام ہے تو اس جہت سے عورتیں حج سے باز نہ رکھی جاویں گی، بلکہ اختلاط رجال اور دوسرے منہیات سے تاکید لازم ہوگی، ہاں جمعیت عورت و مرد خلاف شرع البتہ باعثِ فساد ضرور ہوتی ہے اس کا انسداد لازم ہے، جیسے مردوں کا سامنے اپنے غیر محرمات مثل بھاوج و سالیاں و سمدھین وغیرہ کے آیا کرنا، ان سے دل لگیاں ہونا، کشف عورت رہنا، جیسا کہ اکثر بلکہ تمام ہند میں دائر وسائر ہے اس کو ضرور مسلمانوں کے گھر سے موقوف ہو جانا چاہیے کہ اس میں بڑے بڑے واقعات ہوگئے اور شرعاً و عقلاً کسی طرح جائز نہیں ہے غرض جس مجمع خلاف شرع میں کہ فساد واقع ہو رہا ہے اس سے چشم پوشی کرنا اور مجمع موافق شرع کو موقوف کر دینا فقط تقاضائے شرافت و امارت و اغوائے شیطانی ہے اس سے پرہیز ناگزیر ہے۔

ثانیاً اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ غرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مطلقا منع حضوری ہے مسجد پس اس میں صریح تخصیص مسجد کی موجود ہے، قیاس امتناع حضوری عید گاہ اس پر درست نہیں ہے اس لیے کہ حضوری مسجد عورتوں کو جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ گھر میں نماز ادا کریں چنانچہ قال رسول ﷺ لا تمنعوا نساء کم المساجد و بیوتھن خیر لھن رواہ ابوداؤد یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ روکو اپنی عورتوں کو مسجدوں سے اور گھر ان کے بہتر ہیں ان کے لیے بخلاف نماز عیدین کے کہ اس میں یہاں تک تاکید فرمائی کہ حائضہ اور بے کپڑے والی محتاج اوروں کے کپڑوں میں عید گاہ آئیں، عذر سے بھی اس دن خانہ نشینی کی اجازت نہ دی۔

ثالثاً آپ منع کہاں فرماتی ہیں وہ تو اپنا فہم ظاہر کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ اگر اس احداث کو دیکھتے، تو میرے نزدیک یہ ہے کہ عورتوں کو مسجد سے روکتے، اور یوں فرمایا: اس سبب سے تھا کہ مطابقت فہم رسول اللہ ﷺ ساتھ فہم اپنے کے ضروری نہ جانا، یا ترک ادب سے ڈریں کہ اپنی رائے سے حکم صریح رسول اللہ ﷺ کا کیوں کر اٹھایا جا سکتا ہے یا آپ مختار رحلت و حرمت ہی کی نہ تھیں، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بمقتضائے حیا د بیان صریح آنحضرت ﷺ کے کہ بیوتھن خیر لھن عورتوں کا مسجد میں جانا مکروہ جانتے تھے، پر منع کرنے میں دم نہیں مارتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صاف اجازت دینے کا حکم فرمایا کہ تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ تو اب کو ان اس اجازت کو اٹھا سکتا ہے، بخاری شریف کے صفحہ ۱۲۳ میں ہے: عن ابن عمر کانت امراۃ لعمر تشھد صلوۃ الصبح والعشاء فی الجماعۃ فی المسجد فقیل لھا لم تخرجین فقد تعلمین ان عمرؓ یکرہ ذلک ویغار قالت فما یمنعہ ان ینھانی قال یمنعہ قول رسول اللہ ﷺ لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ رواہ البخاری یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تھیں بی بی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کہ نماز صبح اور عشاء کو جماعت سے ادا کرنے کو مسجد میں جایا کرتے تھے، کسی نے ان سے کہا کہ تم کیوں نکلتی ہو جب کہ جانتی ہو، کہ عمر رضی اللہ عنہ مکروہ جانتے ہیں نکلنا عورتوں کا اور غیرت کرتے ہیں کہا ان کی بی بی صاحبہ نے پس کس چیز نے منع کیا عمر رضی اللہ عنہ کو کہ مجھے منع کر دیتے کہا اس شخص نے کہ باز رکھا عمر رضی اللہ عنہ کو تمہارے روکنے سے قول رسول اللہ ﷺ نے یہ کہ نہ روکو اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں سے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کرنے پر اپنے بیٹے کو اس قدر سخت و درشت کہا کہ کبھی کسی کو نہ کہا تھا اور مرنے کو مرگئے پر بیٹے سے پھر مارے غصہ کے بات نہ کی۔ (۱) عن بلال بن عبداللہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تمنعوا النساء خطوظھن من المساجد اذا استاذنکم فقال بلال واللہ لنمنعھن وفی روایۃ سالم عن ابیہ قال فاقبل علیہ عبداللہ فسبہ سبا ما سمعتہ سبہ مثلہ قط وقال اخبرک عن رسول اللہ ﷺ وتقول واللہ لنمنعھن رواہ مسلم۔ اور احمد کی روایت میں ہے فما کلمہ عبداللہ حتی مات کذا فی المشکوۃ ہر گاہ نماز وقتیہ میں یہ معاملہ گزرے جس کا گھر میں ادا کرنا خود حدیث صریح صحیح رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوا، بلکہ اس کو بہتر فرمایا ہے، پس نماز عیدین سے کہ جس کے لیے عید گاہ میں جانے کی تاکید شدید و اہتمام بلیغ موجود ہے اور کوئی حدیث ضعیف بھی اس کے خلاف نہیں آئی، اور یہ نماز گھر گھر ادا بھی نہیں کی جاتی ہے۔ اور اس مجمع کو آنحضرت ﷺ نے خیر فرمایا ہے کس حجت سے بھلا کوئی عورتوں کو منع کرے۔

ا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر عورتیں تم سے اجازت مانگیں توان کو مساجد کے حصہ سے منع نہ کرو۔ بلال نے کہا خدا کی قسم ہم توان کو روکیں گے تو حضرت عبداللہ نے کہا میں کہہ رہا ہوں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے اور تو کہتا ہے ہم ان کو روکیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ اس پر متوجہ ہوئے اور اس کو ایسی گالیاں دیں کہ پہلے کبھی نہ دی تھی اور کہا میں آنحضرت ﷺ

رابعاً یہ کہ ولو فرضنا تو یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے فہم سے فرماتی ہیں اور فہم صحابہ حجت شرعی نہیں ہے: کما ثبت فی اصول الحدیث

خامساً یہ کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ مقصود حضرت عائشہ کا امتناع عام ہے، تو یہ اثر کب معارض ہوسکتا ہے حدیث صریح صحیح مرفوع کا اور ناسخ بھی کلام معصوم کا نہیں ہوسکتا پس حکم رسول اللہ ﷺ دربابِ حضوری عورتوں کے عیدگاہ میں اسی اہتمام کے ساتھ بحال خود رہا، اور جانا ان کا عیدگاہ میں ثابت ہوا، پھر اَب جو شخص بعد ثبوت قول رسول و فعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے ﴿ وَمَن يُشاقِقِ الرَّسولَ مِن بَعدِ ما تَبَيَّنَ لَهُ الهُدىٰ وَيَتَّبِع غَيرَ سَبيلِ المُؤمِنينَ نُوَلِّهِ ما تَوَلّىٰ الایۃ﴾ جو حکم صراحۃ شرع شریف میں ثابت ہوجائے اس میں ہرگز ہرگز رائے وقیاس کو دخل نہ دینا چاہیے کہ شیطان اسی قیاس سے کہ اَنَا خیر منہ حکم صریح الٰہی سے انکار کرکے ملعون بن گیا ہے اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے۔ عورت و مرد کے اختلاط کا فتنہ کچھ اسی زمانہ میں پیدا نہیں ہوا ہے۔ ازل سے ابد تک رہا ہے اور رہے گا جس کی حکایتیں قرآن و حدیث میں موجود ہیں، اس لیے شارع نے سارے فساد کو خود دفع کردیا ہے۔ پھر بھی اس کو اصلاح طلب ہی سمجھنا قولہ (۱) تعالیٰ فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھمکے وعید میں داخل ہونا ہے، ہاں یہ زمانہ بھی فساد کا ہے، ہر شخص اپنی عورتوں کا نگران رہے، بے پردہ بن ٹھن کر خوشبو لگا، بجتے گہنے زیور پہن کر ہرگز نہ جانے دے، ان کو مردوں سے الگ بٹھائیے غرض اصلاح فساد ساتھ بقائے حکم شرع جس طرح ممکن ہے کرلے اور حکم شرع کو ہرگز ہاتھ سے نہ دے۔

ا: تو ظالموں نے اس بات کو بدل دیا جو ان کو کہی گئی تھی۔

واللہ اعلم بالصواب اللھم ارزقنا اتباع سنن سید الموجودات وجنبنا عن البدعات آمین، المجیب وصیت علی الجواب صحیح والرای نجیح

ز شرف سید کونین شد شریف حسین، سید محمد نذیر حسین

اور روضۃ ندیہ میں لکھا ہے:

باب (۱) صلوۃ العیدین قد اختلف اھل العلم ھل صلوۃ العید واجبۃ ام لا والحق الوجوب لانہ ﷺ مع ملازمتہ لھا قد امرنا بالخروج الیھا کما فی حدیث امرہ ﷺ للناس ان یغدوا الی مصلاھم بعد ان اخبرہ الراکب برؤیۃ الھلال وھو حدیث صحیح وثبت فی الصحیح من حدیث ام عطیۃ قالت امرنا رسول اللہ ﷺ ان نخرج فی الفطر والاضحی العراتق والحیض وذوات الخدور فاما الحیض فیعتزلن الصلوۃ ویشھدن الخیر ودعوۃ المسلمین فالامر بالخروج یقتضی الامر بالصلوۃ لمن لاعذر لھا بفحوی الخطاب والرجال اولی من النساء بذلک انتھی۔

پس میلان خلفائے ثلاثہ یعنی ابوبکر و عمر و علی رضی اللہ عنہم کا بھی واجب کی جانب تھا اور اسی بات کی تائید کرتی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ جو ابن ماجہ میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے ازواج و نبات کو عیدین میں لے جاتے تھے پس یہ عموم شامل ہے جوان و بڑھیا دونوں کو، ہکذا بدر التمام شرح بلوغ المرام اور نہج المقبول من شرائع الرسول میں مرقوم ہے۔ اس طور سے، وزنان را برآمدن سوئے عیدگاہ از برائے نماز و شرکت در دعا مسلمین مشروع است و سنت صحیحہ بداں وارد گشتہ و نماز فراوئی ہم صحیح است۔

ا: علماء کا اختلاف ہے کہ عید کی نماز واجب ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ واجب ہے کیوں کہ حضور علیہ السلام نے خود بھی اس پر ہمیشگی کی ہے اور ہم کو بھی حکماً عید کی نماز کے لیے باہر نکلنے کو کہا ہے۔ جب کہ ایک قافلہ نے آکر اطلاع دی کہ ہم نے کل رات چاند دیکھا تھا تو حکم دیا کہ کل لوگ عید کی نماز کے لیے باہر نکلیں اور ام عطیہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں باہر نکلیں، حائضہ عورتیں بھی، پردہ نشین بھی، حائضہ عورتیں نماز سے الگ رہیں اور دعا وغیرہ میں شامل ہوجائیں اور باہر نکلنے کا حکم نماز کے حکم کا تقاضا کرتا ہے۔ جس کو شرعی عذر نہ ہو اور یہ حکم عورتوں کی نسبت مردوں کو زیادہ شامل ہوگا۔

خادم شریعت رسول الثقلین محمد تلطف حسین ۱۲۹۲

جہاں شد منور ز نور الحسن ۱۲۹۲

نعم المولی و نعم النصیر ۱۲۹۲

امیر حسن ساکن سہار، محمد عبدالعزیز، محمد جمیل ، سید محمد حسن، علی حسن خاں

(فتاویٰ نذیریہ جلد اوّل ص ۶۱۸)

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 04 ص 172-177

محدث فتویٰ